مقالہ خصوصی

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام

قاضی حسین احمد

ایک روایت کے مطابق: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقعے پر کہا: "اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے موجود تھے، لیکن ہمیں ان سے آشنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ حضورؐ کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت ملی"۔

حضور نبی کریمؐ کو اسی لیے رحمت دوعالم اور محسن انسانیت کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ انسانیت کے لیے بے شمار نعمتیں لے کر آئے۔ معرفت الٰہی، اخوت و محبت اور وحدت آدم کا درس لائے۔ رنگ و نسل کے امتیازات ختم کرنے آئے۔ انسانیت کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے تشریف لائے۔ دنیا کو جنت کا نمونہ بنانے کا قرینہ سکھانے اور آخرت میں جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ بتانے کے لیے تشریف لائے۔ وہ لوگ جنھیں ہدایت ملی، ان پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ احسانات ہیں۔ اسی لیے حضورؐ پر کثرت سے درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا۔ کہا گیا--- "اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو"۔ آپؐ کے ساتھ محبت ایمان کا تقاضا بتایا گیا۔ آپؐ کی کامل اتباع کو ایمان کے لیے ضروری شرط ٹھہرایا گیا۔ لازم ٹھہرا کہ محض آپؐ سے تعلق خاطر ہی نہ ہو بلکہ عشق و محبت ہو۔ ایسا عشق اور ایسی محبت کہ آپؐ کی ہر ادا محبوب اور ہر طریقہ مطلوب ہو۔ اس لیے کہ سچی محبت ہو تو پھر انسان محبوب کی طرح بننے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے خود اپنے ساتھ محبت کی یوں تعلیم فرمائی:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

یہ محبت دنیا کی عام محبتوں پر یہ فضیلت رکھتی ہے کہ اس کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا، یہ شرط ایمان ہے۔ اس محبت کی بے پناہی اور اس محبوب کی رفعت شان کا کیا ٹھکانا کہ حضورؐ کو خود اللہ رب العالمین

نے اپنے ساتھ محبوب و مطلوب کائنات قرار دیا ہے.....

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ (التوبہ ۹:۲۴)

"اے نبیؐ، کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ، اور تمھارے بیٹے، اور تمھارے بھائی، اور تمھاری بیویاں، اور تمھارے عزیز و اقارب، اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمھارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے، اور تمھارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا"۔

اس آیتِ ربانی میں اللہ کی محبت، رسولؐ اللہ کی محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد کی محبت کا ایک ساتھ ذکر ہے۔ یعنی یہ تین محبتیں آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔ دراصل یہ تینوں محبتیں ایک ہیں اور ان کی وحدت و یک جائی کے بغیر انسانیت کی وحدت اور امت کی شیرازہ بندی نہیں ہو سکتی۔ اللہ سے محبت نہیں ہو سکتی اگر رسولؐ اللہ سے محبت نہ ہو اور رسولؐ اللہ کی محبت کوئی مفہوم نہیں رکھتی اگر جہاد فی سبیل اللہ سے محبت نہیں ---یعنی جہد و عمل سے زندگی گزارنے کی تمنا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیع الشان مرتبہ، **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (الم نشرح ۹۴:۴)**، "اور تمھاری خاطر تمھارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا" سے واضح کیا۔ اہل ایمان کو آپؐ سے محبت کا قرینہ بھی خود اللہ رب العالمین نے سکھایا۔ ذرا اس رفعت و عظمت کو تصور میں لایئے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (الحجرات ۴۹:۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند آواز میں بات کرنے سے بھی منع کر دیا گیا.....

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات ۴۹:۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا کیا کرایا

سب غارت ہو جائے اور تمھیں خبر بھی نہ ہو"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عاجزی اور نرمی سے بات کرنے والوں کی یوں تحسین کی گئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (الحجرات ۴۹:۳)

"جو لوگ رسولؐ خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، ان کے لیے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرات کے باہر سے پکارنے والوں کو یوں خبردار کیا گیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ (الحجرات ۴۹:۴)

"اے نبیؐ جو لوگ تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں"۔

حضور نبی کریمؐ کی مجلس کے آداب ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے بھی یہی ہیں کہ حضورؐ کی حدود ادب اور حدود اطاعت ہمیشہ ملحوظ خاطر رہیں۔ ان سے آگے نہ بڑھیں، ان کا اتباع اور اطاعت کریں اور جس مجلس میں حضورؐ کا ذکر ہو رہا ہو، ان کی احادیث بیان ہو رہی ہوں، ان کی سیرت بیان کی جا رہی ہو، اس میں بلند آواز سے نہ بولیں، آپؐ کے مبارک قول سے اپنی بات کو زیادہ وقعت نہ دیں اور کوئی کام کرتے ہوئے یہ ضرور دیکھیں کہ اس سلسلے میں حضورؐ کا مبارک عمل کیا اور کیسا تھا۔ جہاں حضورؐ کا کوئی قول و فعل سامنے آجائے وہاں اپنے فیصلے کو ترک کر دیں، اپنی مرضی کو چھوڑ دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (النساء ۴:۶۵)

"نہیں، اے محمدؐ، تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کر لیں"۔

محبوب کی بات سن کر اس پر سر تسلیم خم کرنا تو راحت جاں ہوتا ہے، اس سے دل میں تنگی کہاں ہوتی ہے۔ حضورؐ کی اطاعت سے دل میں تنگی محسوس ہو یا آپؐ کا فیصلہ گراں گزرے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ خام ہے۔ حضورؐ کی محبت ایک بہت بڑا خزینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو اس خزانے سے بھر دیا ہے۔ اسی عشق و محبت کی وجہ سے امت کی شیرازہ بندی ہوئی اور مسلمان اتحاد کی نعمتوں سے فیض یاب ہوئے۔ مصلحین امت کے لیے آج بھی محبت رسولؐ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ وہ اس کے

ذریعے مسلمانوں کو اتباع و اطاعت رسولؐ کے لیے بلائیں، انھیں ایک لڑی میں پروئیں اور ان کو احساس دلائیں کہ نمایشی محبت کے بجائے اس محبت کے اصل تقاضے کو سمجھیں، یہ جان لیں کہ یہ محبت ہم سے کن قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے؟ خود حضورؐ نے فرمایا: "تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کی ہر خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے"۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر خواہش نفس کو ترک کر دو، بلکہ اسے اپنی شریعت کے تابع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

قرآن آپؐ کی تشریف آوری کو مومنین پر احسان عظیم قرار دیتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○، (آل عمران ۳:۱۶۴)

"درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے"۔

اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کو محسوس کرنا چاہیے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ حضورؐ کا وہ مشن جس کی تکمیل آج بھی ہمارا فرض ہے، یہ تھا کہ حضورؐ اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے تھے، مسلمانوں کا تزکیہ کرتے تھے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دین سکھانے کے لیے بھیجا تھا۔ ان سے کہا تھا کہ وہ انسانوں کو اللہ کی پہچان کرا دیں، اس کی بندگی سکھا دیں، انھیں آپس میں مل جل کر رہنے کے طریقے سکھا دیں۔ یہ بتا دیں کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں، اخلاق حسنہ کیا ہیں، اخلاق سیئہ کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے قرآن بھیجا، اس کی تعلیم دی، حکمت بھی سکھائی اور تزکیہ بھی کیا۔ دین کی تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن اور حضورؐ کا اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا: **کان خلقه القرآن** (وہ قرآن کریم کا چلتا پھرتا نمونہ تھے)۔ حضورؐ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ ان لوگوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہے جو اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح چاہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کے مدعی ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ ان سے محبت کرے، اللہ ان کو اطاعت رسولؐ کا حکم دیتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳:۳۱)

"اے نبیؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ "اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا"۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

"درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے"۔

بے شک بعثت نبویؐ کا مقصد دین سکھانا، اس کی تعلیم دینا، اخلاق سکھانا اور حکمت سکھانا بھی ہے مگر یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ آپؐ اس دین کو محض سکھانے کے لیے ہی نہیں آئے تھے بلکہ اسے غالب کرنے کے لیے بھی تشریف لائے۔ چنانچہ آج بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اہم ترین تقاضا اللہ کے دین کو غالب کرنا ہے۔ جو آپؐ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، جو آپؐ کی سنت کا اتباع کرنا چاہتے ہیں، ان کو آپؐ کا ہر انداز محبوب ہونا چاہیے۔ ہر ادا کی پیروی کرنی چاہیے۔ آپؐ معلّم و مربّی اور مزکّی بھی ہیں اور فاتح و سالار بھی، مجاہد بھی اور شہادت کے آرزومند بھی۔ آپؐ جس دین کو سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے، اسے دنیا میں غالب کرنے کے لیے بھی تشریف لائے تھے اور اس کی خاطر آپؐ نے پتھر بھی کھائے اور آپؐ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے:

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ‌ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ○ (الفتح ۴۸:۲۸)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محض اس بات کی تصدیق نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نے حق کے ساتھ بھیجا ہے، بلکہ اس بات کے لیے بھی اپنی گواہی پیش کی ہے کہ آپؐ نے اپنے قول و فعل سے ثابت کیا ہے کہ اللہ کا دین، دنیا میں غالب ہونے اور غالب رہنے کے لیے آیا ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے نام لیواؤں کا فرض ہے کہ اس دین کو دوسرے نظاموں اور مذاہب پر غالب کر دیں اور جب تک یہ غالب نہیں ہو جاتا، چین سے نہ بیٹھیں۔ اللہ کے دین کی حقانیت ثابت کرنے اور اسے دنیا کا غالب نظام بنانے کے طریقے بھی سکھائے گئے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نام لیوا کو آپؐ کے طریق کار پر چلنا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ دوسروں کے طے کردہ طریقوں یا اپنے پسندیدہ طریقوں کے بجائے اللہ کے طریقے کی دعوت دیں--- جو لوگ تمھاری طرف آئیں--- جو لوگ اللہ کے دین کے سپاہی بنیں، اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان کی تعلیم و تربیت کریں، ان کا تزکیہ کریں، ان کے اندر صبر و اطاعت کا جذبہ پیدا کریں، ان کے اندر مشاورت کی اہمیت پیدا کریں، پھر انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر ان کی تنظیم کریں اور پھر اس پوری جماعت کو اظہار دین کے کام پر لگا دیں، تاکہ اقامت دین اور غلبہ دین ہو سکے۔ حضورؐ نے عملاً پوری جماعت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام پر لگا

کر دکھا دیا۔ اب یہ حضورؐ کی امت کا فریضہ ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران ۳:۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

اس طرح مختلف آیات اور مختلف طریقوں سے یہ سمجھایا اور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کام کے لیے منتخب کیا ہے کہ تم سب اللہ سے جڑ جاؤ، اللہ کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، تمھیں ایک بڑے فریضے کی انجام دہی کے لیے منتخب کیا گیا ہے، تمھیں اللہ کے دین کے غلبے کے لیے کام کرنے کے لیے چنا گیا ہے۔ یہ کام سخت جاں فشانی مانگتا ہے، جان و مال کی قربانی چاہتا ہے، یہ پھولوں کا نہیں کانٹوں کا بستر ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ○ (الحج ۲۲:۷۸)

"اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمھیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ، اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمھارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمھارا یہی نام ہے)۔ تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمھارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار"۔

حضورؐ نے ایک امت بنائی، اسے تعلیم و تربیت سے اس قابل کیا کہ ساری دنیا کے لیے ہدایت کا نمونہ بن سکے۔ اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری امت پر گواہ بنا کر بھیجا گیا۔ امت کو بھی اسی طریقے پر کام کرنا چاہیے۔ انھیں دنیا کی تمام قوموں کے لیے داعی اور نمونہ بنایا گیا ہے، قیامت کے دن امت مسلمہ اقوام عالم پر گواہ ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرا سے نکل کر لوگوں کی طرف آئے۔ وہ لوگوں میں آنے کے بعد حرا کی طرف نہیں گئے۔ خلوت سے داعی اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو مجاہدے اور ریاضت سے پختہ کر دیتا ہے۔ پھر جلوت کی طرف آتا ہے اور لوگوں کو اس حسن حقیقی کا مشاہدہ کراتا ہے جس کو خود دیکھ چکا ہوتا ہے۔ حضورؐ کو حرا میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے عشق و محبت اور معرفت کی جو دولت ملی، اسے انھوں نے اپنے پاس نہیں رکھا بلکہ لوگوں کو بھی اس میں شریک کیا۔

سب سے پہلے قریبی لوگوں تک رشد و ہدایت کا پیغام پہنچانے کا حکم ملا۔ **وانذر عشیرتک الاقربین** ○ (الشعراء ۲۶:۲۱۴) "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے پہلی خاتون تھیں جنھیں اس ہدایت کی روشنی سے اکتساب کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ پہلے اپنے گھروں کی طرف توجہ دیں۔ خواتین کو ساتھ ملائے بغیر ہم حضورؐ کی کامل اتباع کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اگر دعوت و تبلیغ سے ہم خواتین کو محروم رکھیں گے تو حضورؐ کی کامل اتباع کا تصور نامکمل رہے گا۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں خواتین سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ خواتین کو دین کی تعلیم سے بھی محروم رکھا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ حضورؐ اور صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنی ازواج کو دعوت اور تعلیم دیتے تھے۔ **قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا** (التحریم ۶۶:۶)، "اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ"۔

اپنے گھر کے بعد آپؐ جس شخصیت کی طرف متوجہ ہوئے وہ آپؐ کے جگری دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ ہدایت، خیرخواہی اور صحیح راستے کی طرف رہنمائی پر سب سے پہلے اپنے گھر والوں، ہمسائیوں اور دوستوں کا حق ہے۔ لوگوں کے لیے سکول بنوانا، ہسپتال بنوانا، سڑکیں اور کنویں کھدوانا، یہ سب بھی خدمت خلق کے طریقے ہیں، لیکن ان میں سب سے اولیٰ اور اعلیٰ خدمت یہ ہے کہ آپ کسی کو گمراہی کے راستے سے ہٹا کر ہدایت پر لے آئیں۔ اسے دین کی تعلیم دیں۔ اسے بتائیں کہ اللہ کے حقوق کیا ہیں اور بندوں کے حقوق کیا ہیں۔ پھر جس طرح حضورؐ نے اپنے اخلاق حسنہ سے لوگوں کو متاثر کیا، ہم بھی اسی طرح اپنے اخلاق کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارا اپنا عمل اچھا نہیں ہو گا تو ہماری زبان میں اثر بھی نہیں ہو گا۔ حضورؐ کی بنیادی تعلیم سے یہ بھی واضح ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو اپنے اخلاق میں پیدا کرے۔ خود حضورؐ کے اخلاق پر بھی اللہ رب العالمین کے اخلاق کا پرتو صاف نظر آتا ہے۔ اللہ عادل ہے، حضورؐ بھی عدل کرنے والے تھے۔ اللہ رحیم ہے، حضورؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے خود رؤف و رحیم کہا۔ ظاہر ہے خالق اور مخلوق کی تمام چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں، مگر بندوں کو اللہ کی صفات کا پرتو اپنے اخلاق و اعمال میں لانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جو پیغام لے کر تشریف لائے، وہ اب کسی ایک فرد یا ایک گروہ پر نہیں، پوری امت پر فرض ہے تاہم کم از کم ایک گروہ ہر وقت ایسا رہنا چاہیے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتا رہے:

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (آل عمران ۳:۱۰۴)

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں' بھلائی کا حکم دیں' اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے"۔

قیامت تک مسلمانوں پر حق کی طرف دعوت دینے اور برائی سے روکنے کا یہ فرض باقی رہے گا۔ یہ فرض کسی خاص دور تک محدود نہیں۔ جس طرح اللہ نے ساری زمین کو حضورؐ اور آپؐ کی امت کے لیے مسجد قرار دیا ہے' اسی طرح آپؐ پوری انسانیت کے لیے رحمت بنائے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وسیع اور بے کراں قافلے کے سالار ہیں اور کعبہ اس کا مرکز ہے۔ یہ امت نہ کوئی جغرافیائی حدود رکھتی ہے نہ یہ وقت کی مقید ہے۔ یہ دنیا کے ہر حصے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ امت مسلمہ حضورؐ کے پیغام کو ہر زمانے اور ہر علاقے تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریمؐ کے ذریعے انسانیت تک پہنچائے گئے اس نور ہدایت کی تکمیل کرے گا اور اسی نے ابد تک اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ○ (التوبة ۹:۳۲)

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے' خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو"۔

علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے۔

تا خدا ان یطفؤا فرمودہ است
از فسردن ایں چراغ آسودہ است

یہ اس نور ہدایت کا اعجاز ہے کہ یہ کفر کی طرف سے ڈالی جانے والی رکاوٹوں سے بے نیاز ہر لحظہ پھیلتا ہی رہتا ہے۔ آج بھی جب کہ اسلام اور مسلمانوں کو عالم کفر کی طرف سے بے پناہ مشکلات کا سامنا ہے' اللہ کا دین اقصائے عالم میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مشرق میں جاپان سے لے کر مغرب میں کینیڈا اور امریکہ تک انسانیت کے اندر اس کی پیاس بڑھ رہی ہے۔ سائنس کی ترقی نے دنیا کو ایک عالمی بستی (global village) بنا دیا ہے۔ اس عالم گیر بستی کو ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جو ساری انسانیت کے لیے عدل و انصاف کا ضامن ہو--- جو رحمت و محبت کا نظام ہو۔ انسانیت سن لے' دیکھ لے اور مان لے کہ صرف حضور رحمة العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام ہی دنیا کو امن و سکون اور محبت و رحمت کا پیغام دے سکتا ہے۔ حضورؐ کے دامن عاطفت میں آ کر ہی انسانیت کو فلاح مل سکتی ہے۔ موجودہ اضطراب سے نکلنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں۔

کل تک عالمی طاقتیں یہ دعوے کرتی تھیں کہ انھوں نے ساری طاقت حاصل کر لی ہے۔ سرد جنگ اور گرم جنگ کا خاتمہ ہونے کے بعد امریکہ نے دعویٰ کیا ہم دنیا کو انصاف اور مساوات کا نیا نظام (New World Order) دیں گے، مگر چند ہی برسوں کے بعد اب وہ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ کام ان کے بس کا نہیں۔ بھارت نے ایک دھماکہ کر کے ان کے سارے "ورلڈ آرڈر" کو ڈسٹرب کر دیا۔ اس عدم توازن کو ختم کرنے کے لیے پاکستان نے دھماکہ کرنا چاہا تو ساری دنیا واویلا کرنے لگی کہ پاکستان دھماکہ نہ کرے۔ دراصل پاکستان سے انھیں زیادہ خطرات ہیں، اس سے ان کی مرضی کے نظام کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے کہ پاکستان مغربی تہذیب کے مقابلے میں اسلامی تہذیب کا علم بردار ہے۔ مغربی تہذیب کی بنیادیں کچی ہیں جبکہ اسلامی تہذیب کی بنیاد ابدی حقائق پر رکھی گئی ہے۔ اس میں نئے سرے سے ابھرنے اور نئی کونپلیں لگانے کی صلاحیت موجود ہے اور اس کے احیا کے آثار پورے عالم میں صاف نظر آ رہے ہیں۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو دھماکہ کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے تو مغربی تہذیب کے علم برداروں کے سارے خیالاتی محلات ٹوٹ کر رہ گئے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو گیا کہ موجودہ جبر اور فساد کی قوتیں انسانیت کو چین اور سکون نہیں دے سکتیں۔ صرف حضورؐ کی تعلیمات کے ذریعے انسانیت کو سکھ اور چین نصیب ہو سکتا ہے۔ اب ہمیں دنیا کو یہ بتانا ہے کہ آؤ سب ہمارے حضورؐ کے دامن محبت میں پناہ لے لو۔ ان کی تعلیم سے اپنے دلوں کا زنگ اتارو۔ تم دنیا کو نفرت اور تعصب سے نجات نہیں دلا سکتے، اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے اکتساب فیض کرو جہاں پوری انسانیت ایک وحدت اور ایک خاندان کی طرح ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کی زبان حق ترجمان سے کہلوایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

"اے معشر انسانیت میں تم سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں"۔

یہ حضورؐ ہی ہیں جنھوں نے فرمایا کہ میں نے تمام جاہلی تفاخر کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ کالے کو گورے اور گورے کو کالے پر کوئی تقدم حاصل نہیں۔ سب آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اپنی حیثیت کو پہچانو اور آپس میں مل جل کر رہو۔ آپؐ کی تعلیم کہتی ہے، كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، "اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ"۔ یہ پیغام یورپ، امریکہ اور افریقہ سمیت ساری دنیا کے انسانوں کے لیے ہے۔ اغیار نے اس کا چہرہ بگاڑنے کے لیے اسے انتہا پسند، دہشت گرد قرار دیا اور اس پر تنگ نظری کے الزامات عاید کیے ہیں۔ اس گمراہ کن تاثر کو ختم کرنے کے لیے بڑی محنت کرنی ہو گی۔ حضورؐ کی زندگی کا نمونہ ہمارے پاس ہے۔ اس کے ذریعے ہم اس تصور اور تاثر کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ حضورؐ نے ان لوگوں کو بھی معاف کر دیا تھا جنھوں نے انھیں ستایا تھا۔

انھوں نے ہمیں بھی یہی تعلیم دی ہے کہ برائی کے بدلے برائی سے پیش نہ آئیں' بلکہ اچھائی سے پیش آئیں۔ یہ قرآن کا اصول ہے کہ صرف اچھائیاں ہی برائیوں کو ختم کر سکتی ہیں:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حم السجدہ ۴۱:۳۴)

"اور اے نبیؐ، نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے"۔

حکمت یہی ہے' اپنا ہو یا پرایا سب کو دل میں جگہ دینا' سب کو سینے سے لگانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو سب کے لیے آسان بنا کر پیش کرنا' زیادہ سخت نہ بنانا--- یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (آسان کرو' مشکل نہ بناؤ)' بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا (خوش خبری سناؤ' نفرت نہ دلاؤ)۔ دین کی حکمت یہ ہے کہ اس کو بالکل سہل اور آسان بنا کر پیش کیا جائے۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے مل کر اور جڑ کر رہنا چاہیے--- رحیم و شفیق بن کر تاکہ دنیا ان کے اخلاق سے متاثر ہو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ--- (الفتح ۴۸:۲۹)

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں' اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں' وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں"۔

کفار پر سخت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جہاں بھی کوئی کافر نظر آئے' اسے زدوکوب کرنا شروع کر دیا جائے یا ان کے ساتھ ترش روئی سے پیش آیا جائے۔ کفار سے بھی حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ حکم یہ ہے کہ کفر کے خلاف اپنے موقف میں سخت اور اٹل ہونا چاہیے۔ کفار کیسا بھی سخت دباؤ ڈالیں اہل ایمان حق پر ڈٹ جائیں اور باطل اور حق میں مفاہمت سے انکار کر دیں۔ ان سے سختی سے پیش آنا ضروری نہیں۔ فرقہ وارانہ اختلافات اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔ آپس میں تو ہمیں شیر و شکر ہونا چاہیے۔ مشترک بنیادوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ نسلی اور لسانی بنیادوں پر منافرت پیدا کرنا امت کو قوت سے محروم کرنے اور اتحاد امت کی جڑ کاٹنے والی بات ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اخوت اسلامی کو "نعمت" سے تعبیر کیا ہے۔ فرمایا گیا "تم نفرتوں کی آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے تمھیں بچا لیا اور --- فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا (آل عمران ۳:۱۰۳)' (پھر تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے)۔ کیسی بدقسمتی ہے کہ ہم آج اسی جاہلیت کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ رحمت عالمؐ پر ایمان رکھنے اور آپؐ سے محبت کے دعوے کرنے والے' ایک دوسرے کے خون سے پیاس بجھا رہے ہیں۔ اس نفرت کو ختم کرنے کے لیے دنیا بھر میں اسلامی تحریکیں کام کر رہی ہیں۔ ان کے گرد اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ مسلمانوں کے تمام گروہوں کو پھر سے شیر و شکر کر دے گا، ان کو نفرت کی آگ میں جلنے سے بچائے گا اور اپنی نعمت خاص سے انھیں پھر سے بھائی بھائی بنا دے گا۔ دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے دامان رسالتؐ سے وابستگی ضروری ہے۔ ہر دور کی طرح آج بھی سیرت رسولؐ کا پیغام یہی ہے کہ شمع رسالتؐ کے پروانے رنگ و نسل اور نام و نسب کے سب بت توڑ دیں اور دین حق کی سربلندی کے لیے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

مغربی میڈیا کی کوشش ہے کہ پاکستان کے بم دھماکے کو "اسلامی بم" کے نام سے مشہور کروا کر ایک طرف اسلام کو (جس کے لغوی معنی امن و آشتی ہیں) بم کے نام سے وابستہ کر کے اس کے مفہوم کو بگاڑ دیا جائے اور دوسری طرف پوری غیر مسلم دنیا کو اس کے خلاف متحد کر دیا جائے حالانکہ اگر امریکہ اور یورپ کے بم "کرسچین بم" نہیں ہیں تو پاکستان کے بم کو کیونکر "اسلامی بم" کہا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مغرب کی اس سازش کو سمجھا جائے کہ وہ حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام رحمت کو انسانیت کی نظروں سے چھپانے کے لیے پراپیگنڈے کا گرد و غبار اڑا رہا ہے کہ کہیں انسانیت اس دور کے تقاضوں کو سمجھ کر حضورؐ کے دامن رحمت میں پناہ لینے کے لیے نہ دوڑ پڑے۔ مغرب کا یہ مطالبہ کہ صرف پانچ قوموں تک ایٹمی توانائی کو محدود رکھا جائے؟ ایک سراسر ناجائز مطالبہ ہے۔ اگر واقعی ایٹمی ہتھیار اور دوسرے تباہ کن ہتھیاروں سے انسانیت کو محفوظ رکھنا ہے تو پانچ بڑی طاقتوں سمیت دنیا کی تمام اقوام تخفیف اسلحہ کے ایک معاہدے پر متفق ہو جائیں۔ بھارت نے مغربی اقوام کے دباؤ کے باوجود یہی موقف اختیار کیا ہے، پاکستان کو بھی اسی اصولی موقف پر ڈٹ جانا چاہیے۔

اگر پوری دنیا میں طاقت کی زبان کے بجائے دلیل کی زبان رائج ہو جائے تو اسلام کی حقانیت لوگوں پر واضح ہو جائے گی۔ مستقبل میں ان شاء اللہ اسلام، قرآن اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے عام ہونے کے نتیجے میں، غالب ہو گا۔ یہ اکیسویں صدی کے گلوبل ولیج (عالمی بستی) کی ضرورت ہے۔